بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

یوم جمعرات

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

جلد ۵۸/۲۳	۱۷ ذیقعدہ ۱۳۸۸ھ ۶ تبلیغ ۱۳۴۸ش ۶ فروری ۱۹۶۹ء	نمبر ۳۲

اخبارِ احمدیہ

—۰ ربوہ ۴ فروری (۹ بجے شب) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اطلاع مظہر ہے کہ آج طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ۔ احباب جماعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی کے لئے توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں:

—۰ ربوہ ۴ فروری۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت تاحال پہلے جیسی ہی ہے ضعف قلب کی تکلیف زیادہ ہے۔ احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ مدظلہا کو اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور آپ کی عمر میں بے انداز برکت ڈالے آمین

—۰ ربوہ ۴ تبلیغ۔ حضرت سیدہ اُم مظفر احمد صاحبہ مدظلہا العالی کی عام طبیعت تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے کی نسبت بہت بہتر ہے لیکن بے چینی اور گھبراہٹ اب بھی ہو جاتی ہے۔ احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ مدظلہا کو اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین۔

—۰ ربوہ ۴ تبلیغ۔ عزیز جعفر احمد خاں سلمہٗ ابن محترم نواب زادہ عباس احمد خان صاحب کی طبیعت تاحال پہلے جیسی ہے۔ کمزوری میں تو کچھ فرق ہے لیکن دیگر علامات بدستور ہیں اور خاص طور پر زبان ابھی تک بالکل بند ہے۔ احباب جماعت درد و الحاح سے دعاؤں میں لگے رہیں کہ ہمارا قادر و شافی خدا اپنے فضل سے عزیز موصوف کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا کرے اور پوری تندرستی و توانائی کے ساتھ عمر دراز سے نوازے آمین

مبلغ گیمبیا محترم چوہدری محمد شریف صاحب موٹر کار کے حادثہ میں زخمی ہو گئے

گیمبیا سے اطلاع ملی ہے کہ محترم چوہدری محمد شریف صاحب مبلغ انچارج موٹر کار کے حادثہ میں زخمی ہو گئے ہیں اور اب وہاں ہسپتال میں داخل ہیں۔ محترم چوہدری صاحب عالم باعمل نہایت مخلص اور فدائی بزرگ ہیں اور ایک لمبے عرصہ سے تبلیغی میدان میں مجاہدانہ زندگی بسر کر رہے ہیں احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم چوہدری صاحب موصوف کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور لمبی عمر سے نوازے نیز بیش از بیش دینی خدمات کی توفیق دے آمین

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا بے نیاز ہے اسے صادق مومن کے سوا اور کسی کی پرواہ نہیں ہوتی

نیکی وہی ہے جو خدا کی گرفت آنے سے قبل کی جائے۔ بعد از وقت دعا قبول نہیں ہوتی

"خدا بے نیاز ہے اسے صادق مومن کے سوا اور کسی کی پرواہ نہیں ہوتی۔ اور بعد از وقت دُعا قبول نہیں ہوتی ہے جب خدا تعالیٰ نے مہلت دی ہے اُس وقت اسے راضی کرنا چاہیئے لیکن جب اپنی سیہ کاریوں اور گناہوں سے اسے ناراض کر لیا اور اس کا غضب اور غصہ بھڑک اٹھا۔ اس وقت عذاب الٰہی کو دیکھ کر توبہ اور استغفار شروع کی اس سے کیا فائدہ ہوگا جب سزا کا فتوےٰ لگ چکا۔

یہ ایسی بات ہے کہ جیسے کوئی شہزادہ بھیس بدل کر نکلے اور کسی دولتمند کے گھر جا کر روٹی یا کپڑا یا پانی مانگے اور وہ باوجود مقدرت ہونے کے اس سے مسخری کریں اور دھکے مار کر نکال دیں اور وہ اسی طرح سارے گھر پھرے۔ لیکن ایک گھر والا اپنی چارپائی دے کر بٹھائے اور پانی کی بجائے شربت اور خشک روٹی کی بجائے پلاؤ دے اور پھٹے ہوئے کپڑوں کی بجائے اپنی خاص پوشاک اس کو دے تو اب تم سمجھ سکتے ہو کہ وہ چونکہ دراصل تو بادشاہ تھا اب ان لوگوں سے کیا سلوک کریگا۔ صاف ظاہر ہے کہ ان کم بختوں کو جنہوں نے باوجود مقدرت ہونے کے اس کو دھتکار دیا اور اس سے بدسلوکی کی سخت سزا دے گا اور اس غریب کو جس نے اس کے ساتھ اپنی ہمت اور طاقت سے بڑھ کر سلوک کیا وہ دے گا جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا۔ اسی طرح حدیث میں آیا ہے کہ خدا کہے گا میں بھوکا تھا مجھے کھانا نہ دیا۔ میں ننگا تھا مجھے کپڑا نہ دیا۔ میں پیاسا تھا مگر مجھے پانی نہ دیا۔ وہ کہیں گے کہ یا رب العالمین کب؟ وہ فرمائیگا فلاں جو میرا حاجتمند بندہ تھا اس کو دینا ایسا ہی تھا جیسا مجھ کو اور ایسا ہی ایک شخص کو کہے گا کہ تُو نے روٹی دی۔ کپڑا دیا وہ کہے گا کہ تُو رب العالمین ہے تو کب گیا تھا کہ میں نے دیا تو پھر اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ فلاں بندہ کو دیا تھا۔ غرض نیکی وہی ہے جو قبل از وقت ہے۔ اگر بعد میں کچھ کرے تو کچھ فائدہ نہیں۔ خدا وہ نیکی قبول نہیں کرتا جو صرف فطرت کے جوش سے ہو۔ کشتی ڈوبتی ہے تو سب روتے ہیں مگر وہ رونا اور چلانا چونکہ تقاضۂ فطرت کا نتیجہ ہے اس لئے اس وقت سود مند نہیں ہو سکتا اور وہ اس وقت مفید ہے جو اس سے پہلے ہوتا ہے جبکہ امن کی حالت ہو۔" (الحکم ۱ جولائی ۱۹۰۲ء)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۶ تبلیغ ۱۳۴۸ہش

رہبانیت

دینِ اسلام فطرت کے مطابق ہے اور بروز اس حقیقت کی وضاحت خود بخود ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اسلام نے جہاں انسان کو عبادت کی تاکید کی ہے اور جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے

مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

کہ میں نے جن و انس کو صرف عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ وہاں اللہ تعالےٰ نے جو عبادت کے طریق بتائے ہیں وہ عین فطرت کے مطابق ہے اور جو قوےٰ اللہ تعالےٰ نے انسان میں رکھے ہیں۔ ان قوےٰ کو اعتدال کے ساتھ استعمال کرنا بھی عبادت ہی ہے۔ مثلاً اللہ تعالےٰ نے انسان کو آنکھیں دی ہیں وہ یہ نہیں کہتا کہ تم آنکھوں کو اندھا کر لو۔ بلکہ وہ یہ کہتا ہے کہ آنکھوں سے وہ کام لو جس کے لئے وہ بنائی گئی ہیں۔ مگر ان کا غلط استعمال نہ کرو۔

اسی طرح اللہ تعالےٰ نے انسان میں جنسی خواہش کا جذبہ رکھا ہے مگر وہ یہ نہیں کہتا کہ اس کا بالکل استعمال نہ کرو بلکہ وہ کہتا ہے کہ اس کا صحیح استعمال کرو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض انسان اس قوت کے استعمال میں حد سے گزر جاتے ہیں۔ اور وہ اس کا ناجائز استعمال کرتے ہیں جو ان کو گناہ کے تعفن سے لت پت کر دیتا ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ یہ نہیں کہتا کہ چونکہ انسان حد اعتدال سے گزر کر اس قوت کا غلط استعمال کرتے ہیں۔ اس لئے اس کو بالکل استعمال نہ کرو بلکہ وہ فرماتا ہے کہ اس کا جائز استعمال کرو۔

اس کے خلاف بعض مذہبی لوگوں نے اس قوت کے ہر قسم کے استعمال ہی کو نعوذ باللہ گناہ سمجھ لیا ہے۔ اور جو شخص مجرد زندگی گزارے اس کو نیک خیال کیا جاتا ہے مگر اسلام یہ تو کہتا ہے کہ اس قوت کو ناجائز استعمال نہ کرو مگر وہ اس کے استعمال سے نہیں روکتا۔ اور نہ اس کے استعمال کو گناہ خیال کرتا ہے۔ ہندوؤں میں برہمچریہ اور عیسائیوں میں رہبانیت اسی وجہ سے رواج پذیر ہو گئی کہ ان مذاہب نے جنسی جذبہ کو گناہ نہ سہی مگر گناہ کا سخت محرک سمجھ لیا ہے۔ یہاں تک کہ شادی نہ کرنا ان میں بہت بڑے ثواب کا کام تصور کیا جانے لگا۔ اور خاصکر مذہبی پرچارکوں کے لئے شادی کرنا ممنوع قرار دے دیا گیا۔ چنانچہ عیسائی فرقوں میں سے رومن کیتھولک کے پادریوں پر یہ پابندی لگا دی گئی ہوئی ہے کہ خواہ مرد ہوں یا عورتیں اگر وہ اپنے آپ کو دین کی خدمت کے لئے وقف کریں تو وہ لازماً شادی نہ کریں۔ چنانچہ جو عورتیں اس طرح اپنے آپ کو وقف کرتی ہیں ان کو خاص گرجوں میں رکھا جاتا ہے۔ اور ان کو انگریزی میں نن (Nun) کہا جاتا ہے۔

الغرض عیسائیوں کے اس فرقہ میں رہبانیت بطور بنیادی شرط کے چلی آئی ہے۔ اور کوئی شخص اس فرقہ میں اس وقت تک پادری نہیں بن سکتا۔ جب تک وہ شادی نہ کرنے کا عہد نہ کرے۔ ظاہر ہے کہ یہ پابندی انسانی فطرت کے خلاف ہے۔ اس بات کو نظر انداز کر دیجئے کہ اس پابندی کی وجہ سے کلیسا میں بہت سی برائیاں گھس آئی ہوئی ہیں۔ یہاں ہم جس بات کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ اب بہت سے رومن کیتھولک پادری اس پابندی کے خلاف سخت احتجاج کر رہے ہیں۔ اور اخبارات میں ایسی خبریں آ رہی ہیں کہ بہت سے پادریوں نے اس پابندی کے خلاف بغاوت شروع کر دی ہے۔

حال میں لنڈن ٹائمز میں ایک کیتھولک پادری کا ایک نہایت رقت انگیز مقالہ شائع ہوا ہے۔ جس میں اس غیر فطری پابندی کی قلعی کھول گئی ہے۔

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ہمیشہ اچھی باتوں پر نظر رہنی چاہیئے

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً اِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِیَ مِنْهَا آخَرَ (مسلم کتاب النکاح)

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کو اپنی مومنہ بیوی سے نفرت اور بغض نہیں رکھنا چاہیئے۔ اگر اس کی ایک بات اسے ناپسندیدہ ہے تو دوسری بات پسندیدہ ہو سکتی ہے۔ یعنی اگر اس کی کچھ باتیں ناپسندیدہ ہیں تو کچھ اچھی بھی ہونگی ہمیشہ اچھی باتوں پر تمہاری نظر رہنی چاہیئے۔

قرآن کریم نے رہبانیت کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ وَجَعَلْنَا فِیْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ط وَرَهْبَانِيَّةَ نِ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ○ (الحدید آیت ۲۸)

پھر ہم نے ان کے (یعنی اولاد نوحؑ و ابراہیمؑ کے) بعد اپنے رسول ان کے نقش قدم پر چلا کر بھیجے۔ اور عیسیٰ ابن مریم کو بھی ان کے نقش قدم پر چلایا۔ اور اس کو انجیل بخشی۔ اور جو اس کے متبع ہوئے ہم نے ان کے دل میں رافت اور رحمت پیدا کی۔ اور انہوں نے کنوارا رہنے کا طریق اختیار کیا تھا ہم نے یہ حکم ان پر فرض نہیں کیا تھا (گو) انہوں نے اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ طریق اختیار کیا تھا مگر اس کا پورا لحاظ نہ رکھا۔ پس ان میں سے جو مومن تھے ان کو ہم نے مناسب حال اجر بخشا۔ اور ان میں سے بہت سے فاسق تھے ؛

آپ پادری صاحب کے مقالہ کو پڑھیں تو آپ کو محسوس ہوگا کہ پادری صاحب کا مقالہ اس آیہ کریمہ کی گویا توضیح ہے۔ اس مقالہ کا اردو ترجمہ ہم "الفرقان" ربوہ سے الفضل کے اس شمارہ میں دوسری جگہ نقل کر رہے ہیں۔

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ

- اخبار الفضل -

خود خرید کر پڑھے

قسط نمبر I

جلسہ قادیان

حالِ دل لکھوں کب تک جاؤں انکو دکھلاؤں ✲ انگلیاں فگار اپنی خامہ خونچکاں اپنا

(مکرم ڈاکٹر پروفیسر نصیر احمد خانصاحب ایم۔ ایس سی۔ پی ایچ۔ ڈی)

حدیث میں ہے خدا نے کہا زمانے کو بُرا مت کہو میں خود زمانہ ہوں۔ اس میں کیا شک ہے کہ زمان و مکاں کی لاتعداد وسعتوں میں اُسی خلاقِ عظیم کا نُور ظہور ہے جو اوّل بھی ہے اور آخر بھی۔ پھر ہم زمانہ کو بُرا کس طرح کہہ سکتے ہیں؟ ہاں یہ ضرور ہے کہ کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْن ہر زمانے کا رنگ مختلف ہے۔ کبھی سُورج کی چکا چوند ہے تو کبھی چاند کی مدھم روشنی اور کبھی محض کرمکِ شب تاب! کچھ دَور کامیابیوں اور جدوجہد کی جولانیوں کے ہوتے ہیں کچھ صبر و صلوٰۃ اور خاموش آہ و فغاں کے۔ کچھ ظلم سہنے کے کچھ عفو و درگزر کے۔ دل کے گداز اور روح کی بالیدگی کے لئے کونسا زمانہ بہتر ہے؟ اس سوال کا جواب ہر شخص اپنے ذوق کے مطابق دیتا ہے اور اپنے دل کے لئے تسکین کا سامان مہیا کرتا ہے۔ اگر کامیابی پہ تفاخر و غرور نہیں بلکہ اللہ کی حمد و ثناء وظیفہ ہے اور مسکینی و درویشی میں مایوسی نہیں بلکہ صبر و رضا ہے تو ہر دو حالتوں میں قلبِ سلیم بھی میسّر ہے اور فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا کی بشارت بھی۔

ان حقائق کے باوصف ؏

دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیوں

بائیس سال کا زمانہ اُس خالق کے لئے جس کا ایک دن کَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ہو محض کَلَمْحِ بِالْبَصَرِ ہے مگر انسان کی محدود زندگی میں یہ عرصہ ایک لمبا زمانہ ہے۔ بچّہ پیدا ہو کر سنِ بلوغ کو پہنچ جاتا ہے۔ جوان بُوڑھے اور بُوڑھے پیرِ فرتوت ہو جاتے ہیں۔ مُلک بنتے ہیں۔ قومیتیں باہم متصادم ہوتی ہیں۔ ذہنیتیں بدلتی ہیں۔ طوفان آتے ہیں اور حوادث کی آندھیاں چلتی ہیں مگر ایمان و یقین کے کچھ گھروندے ایسے ہیں کہ چٹان کی طرح قائم رہتے ہیں اور ان کے چراغوں کی روشنی مدھم اور خاموش اپنے ماحول کو منور کرتی رہتی ہے۔ جو پہلی دفعہ اس روشنی کو دیکھتا ہے اس کے لئے اس کی ٹھنڈی چاندنی دل افروز ہے مگر جو اس مینار کی چکا چوند دیکھ چکا ہو جو کبھی اس رودِ رنگ و نُور میں نہا چکا ہو اُس کے لئے چراغوں کا یہ مدھم لو، دریائے نور کا یہ ٹھہراؤ ایک دلگداز سانحہ ہے۔

دو قادیان

طبیعیات کے طالب علم کی حیثیت سے مدتوں یہ بات تعلیم و تدریس میں رہی ہے کہ زمان و مکاں کوئی علیحدہ علیحدہ اور ایک دوسرے سے بے نیاز اشیاء نہیں ہیں بلکہ ہر زماں کے ساتھ مکان اور ہر مکاں کے ساتھ زماں ہے مگر اس بات کا شدید ذاتی مشاہدہ اُس وقت ہوا جب بائیس سال کے بعد قادیان پر نظر پڑی۔ کون قادیان؟ بائیس سال پہلے کا قادیان جو ذہن میں موجود تھا یا وہ قادیان جو اب نظروں کے سامنے تھا؟ محمودؓ کا قادیان، مسجد اقصےٰ کے خطبوں والا قادیان، اماں جانؓ کی سیر والا قادیان، رمضان کا درس سننے کے لئے قطار اندر قطار جانے والے بچّوں کا قادیان، جلسۂ جوبلی والا قادیان، مجلسِ عرفان والا قادیان، ہاکی اور ہیرو ڈبہ کے میچوں والا زندگی سے بھرپور قادیان؟ نہیں یہ قادیان اُس زمانے سے الگ نہیں ہو سکتا۔ مکان و زمان ایک چیز کا نام ہے یہ خاص واقعہ کا، زمان و مکان کے لامتناہی سلسلے میں ایک نقطہ ہے جسے تین ربع صدی قبل کا قادیان کہتا ہوں۔ اور ایک دوسرا نقطہ ہے سمٹا ہوا سہما ہوا ٹھہرا ہوا حالات سے متاثر مگر اُن سے مجادل و مقابل بائیس سال بعد کا قادیان، قافلوں اور درویشوں کا قادیان، روحانی طور پر تنومند مگر بظاہر کمزور جسموں کا قادیان، خاموش التجاؤں اور دعاؤں کا قادیان، فاقہ کشوں مگر سوال سے بچنے والوں کا قادیان، فرقت اور ہجر کے ماریوں کا قادیان، اپنا فرض پُورا کر چکنے والوں اور کچھ انتظار کرنے والوں کا قادیان، المختصر اصحابِ کہف کا قادیان۔ پس جلسہ سالانہ پر جو قادیان مجھے نظر آیا وہ ایک نہیں تھا بلکہ دو مختلف قادیان تھے البتہ ایک قدرِ مشترک نمایاں تھی یعنی اللہ پر محکم ایمان۔

قافلہ قادیان کی روانگی:۔ چار جنوری

بروز ہفتہ قافلہ قادیان صبح آٹھ بجے قصرِ خلافت میں دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے احاطہ میں جمع ہوا۔ یہ قافلہ کل ۶۷ نفوس پر مشتمل تھا جن میں سے ۶۵ اس وقت موجود تھے اور دو حضرات نے لاہور سے شامل ہونا تھا۔ قافلہ میں بوڑھے بھی تھے جوان بھی اور ایک خوش قسمت بچّہ بھی، میری مراد سیّد قمر سلیمان سلمہ، سے ہے۔ قادیان پہنچ کر مجھے اس بچہ کی خوش نصیبی پر رشک آیا اور اپنی حالت پر افسوس کہ اس مبارک موقع پر کیوں اپنے بڑے لڑکے ظہیر احمد خان کو ساتھ نہ لایا حالانکہ اس کا پاسپورٹ بھی تیار تھا۔ اِس طرح وہ بھی قادیان کے روحانی ماحول سے مستفیذ ہو سکتا۔ اور قادیان کے اِس زمانہ کو اپنے ذہن میں محفوظ کر لیتا تاکہ آئندہ اگر اسکی زندگی میں کبھی وہ زمانہ آئے جب فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا پر عمل زیادہ ضروری ہو جائے گا تو اسے اپنے ذہن کی یہ یاد تسبیح و تحمید اور استغفار پر اکساتی رہے اور بار بار یاد دلاتی رہے کہ قادیان کی تحریک کا مقصد و مطمحِ نظر کیا رہا ہے اور کیا ہونا چاہیئے۔ اس کا یہ احساس کامیابی و شادمانی کے شور و غوغا میں بھی اُس کا رُخ ذوالجلال والاکرام کی طرف پھیر دے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یہ خدا ہے جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے اس پر ایمان لاؤ اور اپنے نفس پر اور اپنے آراموں پر اور اپنے کل تعلقات پر اس کو مقدم رکھو اور عملی طور پر بہادری کے ساتھ اس کی راہ میں صدق و وفا دکھلاؤ۔ دُنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزوں پر اس کو مقدم نہیں رکھتی مگر تم اس کو مقدم رکھو تا تم آسمان پر اسکی جماعت لکھے جاؤ۔ رحمت کے نشان دکھلانا قدیم سے خدا کی عادت ہے مگر تم اس حالت [...] ہو کہ تم میں اور اس میں کچھ جدائی نہ رہے اور تمہاری مرضی اُس کی مرضی اور تمہاری خواہشیں اس کی خواہشیں ہو جائیں۔ اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت مرادیابی اور نامرادی میں اُس کے آستانہ پر پڑا رہے۔"

(کشتی نوح صہ ۲۳)

سفر کے متعلق مختصر ہدایات و دیگر امور سے فارغ ہونے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اطلاع دی گئی۔ چنانچہ حضور صحن میں تشریف لائے اور مصافحہ کے بعد دعا کے ساتھ قافلہ کو رخصت کیا۔

عجیب واقعہ

ابھی بسیں روانہ ہوئی ہی تھیں اور قصرِ خلافت کے صحن میں سے گزر رہی تھیں کہ ایک ایسا واقعہ پیش آیا جو بظاہر بہت ہی معمولی ہے اور ہمارے ہاں یعنی پاکستانی معاشرہ میں روزمرہ کا دستور ہے جس پر مَیں اکثر نکتہ چینی کرتا رہا ہوں اور شاید آئندہ بھی کروں۔ جس سے طبعاً مجھے کھنچاؤ ہے اور جس میں مَیں نے کبھی اُونچی آواز سے حصہ نہیں لیا مگر اُس روز کیفیت اَور تھی۔ شاید یہ محض میرے دل کی تبدیلی ہو جس نے ایک اَور رنگ میں مجھ پر اثر کیا۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ ہم مسجد والا موڑ مُڑ رہے تھے کہ ایک معمر مگر مضبوط چوڑے چکلے سینے اور سفید عمامے والے بزرگ جنہیں عبدالعزیز ڈار کہتے ہیں اور جو بعض دوسرے بزرگوں کی طرح ہمیں الوداع کہنے آئے تھے آگے بڑھے اور قافلہ کو روک کر مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب سے مخاطب ہوئے کہ نعرہ لگانے کی اجازت ہے؟ انہوں نے اثبات میں سر ہلایا تو ڈار صاحب نے جھوم کر گرجدار آواز سے نعرہ تکبیر بلند کیا جواباً سب نے اللہ اکبر کہا۔ پھر انہوں نے نعرہ لگایا "قافلۂ قادیان" اور سب نے کہا زندہ باد۔ پھر نعرہ بلند ہوا "حضرت امیر المومنین"! اور جواب ملا زندہ باد۔ پھر آواز اُٹھی "اسلام" اور جواب آیا "زندہ باد"۔ جب ڈار صاحب یہ نعرے لگا رہے تھے تو میری نظر اُن پر تھی۔ وہ اِس طرح جھوم کر اور ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر نعرہ لگاتے تھے اور ان کی آواز میں اِس قدر اثر اور سوز تھا کہ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے یہ نعرے نہیں تھے بلکہ خدائے رحیم و کریم کے حضور زخمی دلوں کی التجاء اس کی بے نیازی کے آگے مومنوں کی فریاد تھی

کہ اے ارحم الراحمین! یہ بے کسی اور بے بسی کا زمانہ کب تک؟

تمنا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی

قافلہ بعد دوپہر گنڈا سنگھ والا کی سرحد پر پہنچ گیا اور بعض رسمی کارروائیوں میں اُلجھے رہنے کے سبب غروب آفتاب سے کچھ قبل ہندوستان کی حد میں داخل ہو گیا۔ ستم ظریفی کی بات یہ ہے کہ سرحد کا جو حصہ پاکستان کی طرف ہے وہ گنڈا سنگھ والا کہلاتا ہے اور جو ہندوستان کی طرف ہے وہ حسینی والا۔ پاسپورٹوں کے اندراج وغیرہ میں جو لالٹین کی روشنی میں تکمیل کو پہنچے کافی وقت لگا۔ اصل گاڑی جس میں ہمارا ریزرو ڈبہ تھا جا چکی تھی تاہم ایک دوسری گاڑی پر فیروزپور کے ریلوے سٹیشن سے قادیان کے لئے سوار ہوئے مگر اس طرح کہ فیروزپور سے لدھیانہ، لدھیانہ سے جالندھر، جالندھر سے امرتسر اور امرتسر سے براستہ بٹالہ قادیان۔ اس دیر آمدہ ای زراہِ دور آمدہ ای میں ساری رات صرف ہوئی اور اگلے دن کی صبح بھی چنانچہ قریباً ساڑھے آٹھ بجے بروز اتوار تھکے ہارے اور سردی سے ٹھٹھرے ہوئے آنکھوں میں جوشش گریہ لئے دیارِ محبوب میں پہنچے۔

قادیان میں آمد

جو لوگ قادیان جا چکے ہیں انہیں معلوم ہے کہ ریل سیدھی قادیان میں داخل نہیں ہوتی بلکہ قصبہ کا چکر کاٹ کر سٹیشن پر پہنچتی ہے۔ اور منارۃ المسیح تو کافی دُور سے نظر آنا شروع ہو جاتا ہے۔ بٹالہ کے بعد سے ہی ہماری نظریں باہر جم گئی تھیں مگر منارۃ المسیح پر نظر پڑتے ہی گردنیں کھڑکیوں سے اور دل سینوں سے باہر آ گئے۔ اردگرد کے کھیت آباد تھے شاید پہلے سے بھی زیادہ۔ مگر دل کو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سب ویرانہ ہو۔ نہر گزری پھر ہندوؤں کا ہائی سکول آیا ریل گھومتی گئی حتیٰ کہ قادیان کا سٹیشن آ پہنچا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور بعض دیگر درویش قافلہ کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ مصافحے معانقے ہوئے۔ پاسپورٹ پولیس کے سپرد کئے گئے سامان گڈے پر لادا گیا اور ہم خراماں خراماں دارالمسیح کی طرف روانہ ہوئے۔ وہی گلیاں وہی مکان وہی راستے مگر نہ وہ مکان نہ وہ گلیاں نہ وہ راستے۔ دارالعلوم گزرا ملک غلام فرید صاحب کا مکان نظر پڑا اس میں اگر نتھی گرنتھ صاحب کا پاٹھ کر رہا تھا سامنے ڈو سکھ بیٹھے تھے جنہیں آواز پہنچانے کے لئے لاؤڈ سپیکر کا انتظام تھا!! مسجد ہو یا مندر یا گوردوارہ لاؤڈ سپیکر کی رواداری دیکھئے کہ سب کی آواز پہنچاتا ہے خواہ سُننے والا کوئی نہ ہو! ریتی چھلے کی نئی دکانیں دیکھیں جو انجمن نے بنوائی ہیں دل کو کچھ ڈھارس ہوئی کہ ان غریبوں کے نان نفقہ کا کچھ سامان ہوا۔ بازار میں سے گزرے کھوے سے کھوا چھلتا تھا مگر جو چیز ہم ڈھونڈ رہے تھے وہ مفقود تھی۔ چلتے گئے یہاں تک کہ احمدیہ محلہ آ پہنچا کچھ نوجوان کچھ بوڑھے کچھ بچّے دو رویہ قطار اندر قطار کھڑے تھے۔

اصحابِ کہف سے ملاقات

یہ اصحابِ کہف ہمارے استقبال کے لئے آئے تھے اور مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ہمیں شرمندہ کر رہے ہوں اور بزبانِ حال کہہ رہے ہوں کہ ہم اپنے عہد پر قائم ہیں کیا تم بھی اپنے عہد پر قائم ہو؟ میں اپنی ذات کے لئے اس بات کا جواب اثبات میں نہ دے سکا۔ ان لاغر جسموں اور کمزور چہرے والوں کے مُنہ سے ایک آواز آ رہی تھی جو ایک خاص تال کے ساتھ دُہرائی جا رہی تھی۔ مَیں اپنے خیالات میں غرق تھا مجھے شروع میں اس کی سمجھ نہ آئی جب پانچویں یا چھٹی دفعہ بیک زبان یہ آواز بلند ہوئی تو مجھے احساس ہوا کہ ہمیں خوش آمدید کہا جا رہا ہے اور بار بار یہ فقرہ دُہرایا جا رہا ہے کہ

اَھْلاً وَّ سَھْلاً وَّ مَرْحَبًا

اس خوش آمدید میں بے حجاب مسرت کم اور للّٰہی ہمدردی اور سلامتی زیادہ تھی۔ جب دل ہر وقت انسان کی حقیقت سے آشنا رہیں اور مسلسل غمِ محبت سے شادکام ہوں تو اہلِ دل اُلفت کے والہانہ اور بسا اوقات چھچھورے اظہار سے کنارہ کش رہتے ہیں۔ شیکسپیئر نے کہا ہے ؎

For in Love's domain
Silence must reign
Or it brings the heart
Smart and pain

یعنی محبت کی دُنیا میں سکوت ہی سلامتی ہے ورنہ دل ایک اذیت ناک درد سے دوچار ہو جاتا ہے۔

قادیان میں پہلا روز

اہلِ قافلہ اپنی اپنی مقررہ جائے رہائش کی طرف روانہ ہوئے اور اکثر نے بعد وضو مسجد مبارک اور بیت الدعا کا رُخ کیا۔ دل پانی کی طرح بہہ رہے تھے اور رُوحیں پگھل پگھل کر آستانۂ الوہیت پر سجدہ ریز تھیں۔ پہلی دعا میرے دل سے تو یہی نکلی کہ الٰہی دین کے ضعف کو* اُس کی قوت اور سطوت سے بدل دے۔ اے خدا درویشوں کے گھر خیر و برکت سے بھر دے۔ اس بستی کے در و دیوار پر اپنے فضل اور رحمت کی بارش برسا۔ اور مجھے یقین ہے کہ اکثر احباب کے دل سے یہی دعا نکلی ہوگی۔

(باقی)

نقد و نظر

بدرسوم کے خلاف جہاد

مرتبہ:۔ محمد اسداللہ صاحب قریشی مربی سلسلہ احمدیہ آزاد کشمیر۔
شائع کردہ:۔ مجلس خدام الاحمدیہ کوٹلی آزاد کشمیر۔
ضخامت:۔ یکصد صفحات قیمت:۔ پچاس پیسے فی نسخہ۔

جیسا کہ احباب جماعت کو علم ہے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک خطبۂ جمعہ میں اس امر کو واضح فرماتے ہوئے کہ ہر بدعت اور ہر بدرسم شرک کی ایک راہ ہے۔ نہایت زوردار الفاظ میں بدرسوم کے خلاف جہاد کا اعلان فرمایا ہے۔ ان حالات میں ہم میں سے ہر ایک کے لئے ضروری ہے کہ وہ شرک و بدعت اور بدرسوم کو مٹانے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھے۔ اس کے لئے بدرسوم سے واقف ہونا ازبس ضروری ہے ورنہ ان کے خلاف کامیابی سے جہاد کرنا ممکن نہیں ہو سکتا۔ یہ کام مکرم اسداللہ صاحب قریشی نے زیرِ نظر کتابچہ مرتب کر کے بہت حد تک آسان کر دیا ہے۔ آپ نے بچّہ کی پیدائش، شادی بیاہ، موت فوت، قبر پرستی اور پیر پرستی سے متعلق رسوم نیز بہت سی دیگر متفرق رسوم کی نشان دہی کر کے اس بارہ میں قرآنی احکام، احادیثِ نبویؐ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات، خلفاء سلسلہ احمدیہ کے ارشادات اور دیگر متعدد بزرگوں کے اقوال کو یکجا کر دیا ہے۔ اس طرح اس کتابچہ نے احکام و ہدایات کے ایک نہایت مفید اور کارآمد مجموعہ کی شکل اختیار کر لی ہے تاہم اس میں ابھی بعض اور رسوم کے اضافہ کی گنجائش ہے۔

احباب کو چاہیئے کہ وہ اسے خود بھی پڑھیں اپنے گھر کی مستورات اور اولاد کو بھی پڑھائیں تاکہ سب مل کر بدرسوم کے خلاف جہاد میں خاطرخواہ حصّہ لے سکیں۔

کتابچہ کی قیمت پچاس پیسے فی نسخہ ہے پچیس سے زیادہ کاپیاں منگوانے والوں کو دس پیسہ فی نسخہ رعایت دی جائے گی۔ کتابچہ مجلس خدام الاحمدیہ کوٹلی آزاد کشمیر یا مہتمم صاحب نشر و اشاعت نظارتِ اصلاح و ارشاد ربوہ سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

مربّیانِ کرام توجّہ فرمائیں

انیس سالہ ریکارڈ دفتر دوم میں شمولیّت کا آخری موقع

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جملہ مربیانِ کرام خواہ وہ اندرونِ ملک خدمت بجا لا رہے ہوں یا بیرونِ ملک دفتر دوم کی انیس سالہ کتاب میں شمولیت کی ضرور خواہش رکھتے ہوں گے۔ سو انہیں چاہیئے کہ دفتر ہذا سے خط و کتابت کر کے اپنے انیس سالہ ریکارڈ کی درستی کے متعلق اطمینان فرمالیں۔ اس اثناء میں اگر وہ مرکز میں تشریف لائیں تو بالمشافہ بھی اپنا حساب ملاحظہ فرمالیں تاکہ پوری صحت کے ساتھ ان کا ریکارڈ شاملِ کتاب کیا جا سکے۔

(وکیل المال اوّل تحریکِ جدید ربوہ)

درخواستِ دعا

خاکسار کی والدہ محترمہ کی طبیعت ان دنوں اکثر ناساز رہتی ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

(مطیع الرحمٰن ابن ثناء اللہ صاحب شبلی محلہ فیکٹری ایریا۔ ربوہ)

رہبانیت انسانی فطرت کے خلاف ہے

لنڈن ٹائمز میں ایک کیتھولک پادری کا مقالہ

ترجمہ جناب شاہد جمیل صاحب ناظم آباد۔ کراچی

نوٹ:۔ اس سلسلے میں ص۲ پر اداریہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

”قانون رہبانیت انسانی فطرت کے خلاف ہے۔ عیسائی پادریوں پر ان کی مرضی کے بغیر اس قانون کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح یا ان کے حواریوں نے رہبانیت کو کبھی بھی بطور قانون نافذ کرنے کی ہدایت نہیں کی۔ یہ ایک ظالمانہ قانون ہے اور اسے ختم کر دینا چاہیئے“۔

یہ مطالبہ ایک کیتھولک پادری نے اپنے ایک طویل مضمون میں کیا ہے جو انگلستان کے مشہور اخبار ٹائمز (Times) لندن ۱۲ دسمبر ۱۹۶۸ء میں شائع ہوا ہے۔ اس مضمون کا ترجمہ قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔ پادری صاحب لکھتے ہیں:۔

”مغربی طرز فکر کے کیتھولک چرچ کے عقیدہ کے مطابق ایک پادری کے لئے لازمی ہے کہ وہ رہبانیت کی زندگی بسر کرے بصورتِ دیگر اسے چرچ سے علیحدگی اختیار کرنی پڑتی ہے ایک ایسے چرچ سے جس سے وہ والہانہ محبت کرتا ہے اور اسے مسیح اور کنواری مریم کا حقیقی مذہب سمجھتا ہے اگرچہ حضرت مسیح اور سینٹ پال نے غیر مبہم طور پر رہبانیت کی تلقین کی ہے لیکن یہ تلقین بھی صرف انہی لوگوں کے لئے جو کہ رضاکارانہ طور پر اسے اختیار کرنا چاہتے ہوں اور سمجھتے ہوں کہ وہ غیر متاہل زندگی بسر کرنے کی قوت رکھتے ہیں ورنہ نہ تو حضرت مسیح نے اور نہ ہی سینٹ پال یا کسی اور حواری نے اسے لازمی قرار دیا ہے۔ اس کے برعکس انہوں نے انتہائی واضح الفاظ میں اسے ایک رضاکارانہ فعل قرار دیا ہے کیونکہ اگر مذہب خالق اور اس کے بندوں کے درمیان ایک رشتہ الفت کا نام ہے تو پھر اس رشتہ کا بندھن اور اس کی استواری لازمی طور پر آزادانہ انسان کے اندرونی جذبہ روحانیت کے تحت ہونا چاہیئے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا الفت و محبت کو جبراً دلوں پر مسلط کیا جا سکتا ہے؟ حقیقی رہبانیت خدا تعالیٰ کے حضور مکمل اور غیر مشروط اطاعت کا نام ہے اسے آپ ایک روحانی شادی کا نام بھی دے سکتے یا آپ اسے خدا تعالیٰ سے انسان کی محبت کا کمال بھی کہہ سکتے ہیں بشرطیکہ اسے اختیار کرنے والا مرد یا عورت خدا تعالیٰ سے جس کی وہ عبادت کرتا ہے اور جسے وہ دیکھ تو نہیں سکتا لیکن اپنی عبادت میں اسے اپنے پاس موجود پاتا ہے اس محبت کے کمال کو حاصل کرنے کے لئے رضاکارانہ طور پر شادی سے پرہیز کرتا ہے لیکن جب یہ حقیقت ہے کہ جبر سے محبت کو حاصل نہیں کیا جا سکتا تو پھر کیتھولک چرچ کے کرتا دھرتا لوگوں کو یہ حق کیسے پہنچتا ہے کہ وہ ایک ایسے فعل کو جو محبت اور الفت کی پیداوار ہے ایک سخت گیر اور لچک سے مبرا قانون کی شکل دے دیں۔ ایک ایسے قانون کی حیثیت دے دیں۔ جس سے چھٹکارا صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ ایک پادری اپنی عزیز ترین شے فرائض مذہبی یعنی عوامی رہنمائی کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائے کیا ایسی محبت جو انسان پر اس کی مرضی کے بغیر جبراً مسلط کی گئی ہو۔ خدا تعالیٰ کی نگاہوں میں کوئی وقعت رکھتی ہے؟ چرچ کے ناخداؤں کے لئے یہ کس طرح جائز ہے کہ وہ مسیح کی اس خواہش اور دعوت کو ایسا رنگ دیدیں جو مسیح کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ اور وہ بھی اس صورت میں جبکہ خود ان کا منصب اور ان کے فرائض اس بات کے متقاضی ہیں کہ وہ لوگوں کے دلوں میں تبلیغ اور ترغیب کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی محبت پیدا کریں۔

میں ایک ایسے راہب کی حیثیت سے یہ سطور لکھ رہا ہوں جو اس قانون سے بُری طرح متاثر ہوا ہے، ایک ایسے انسان کی حیثیت سے جس کی امنگیں اور قوتِ عمل آہستہ آہستہ ختم ہو رہی ہے اور جو یہ محسوس کرتا ہے کہ اس کے دل اور دماغ کو جذباتی حس اور جذبات کی گرمی سے محروم کر دیا گیا ہے بالکل اسی طرح جس طرح موسم خزاں میں کسی درخت کو اس کے ہرے بھرے پتوں سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جو رہبانیت پر یقین رکھتے ہیں مجھے کیا جواب دیں گے؟ ان کا سب سے بڑا اعتراض یہی ہو گا کہ جب میں نے اپنے آپ کو مذہبی تعلیم اور پادری کے پیشے کے لئے پیش کیا تھا تو کیا مجھے معلوم نہیں تھا کہ اس کی کیا ذمہ داریاں ہیں؟ کیا مجھے علم نہیں تھا مغربی طرزِ فکر کے کیتھولک چرچ میں ایک پادری کو مجرد زندگی گذارنی پڑتی ہے؟ لیکن کیا یہ اعتراض اس قدر وزنی ہے کہ اس کی بنیاد پر اس ظلم و تعدی کو روا رکھا جا سکے؟ جو لوگ ایسا سمجھتے ہیں میں ان کے خلاف شدید احتجاج کرتا ہوں۔ آخر ایسے قانون کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اور اگر اس قانون کو بنایا ہی گیا تھا تو اس کو اس قدر سخت اور جامد کیوں بنایا گیا ہے؟ جبکہ دوسرے عیسائی فرقوں مثلاً اینگلیکن آرتھوڈکس اور خود کیتھولک چرچ کے مشرقی طرز فکر والے فرقہ میں پادریوں کو شادی کی اجازت ہے اور متاہل زندگی اُن کے فرائض مذہبی پر کسی طرح اثر انداز نہیں ہوتی۔ آخر وہ کونسی بنیاد ہے جس پر چرچ اس قانون کو صحیح ثابت کر سکتا ہے جبکہ یہ قانون خود رہبانیت کے حقیقی مفہوم اور مجرد زندگی گذارنے کے لئے مسیح کی تعلیم کے سراسر منافی ہے آخر وہ کونسی ہستی ہے۔ جس کا کہنا قانون کی حیثیت رکھتا ہے؟ کیا خود مسیح کا قائم کردہ چرچ مسیح کی تعلیم کے خلاف جا سکتا ہے؟

یہ کہنا کہ مجھے یا کسی اور شخص کو جو پادری بننے کے لئے تعلیم حاصل کرتا ہے اس بات کا علم ہوتا ہے کہ اس پیشے کے ساتھ کیا ذمہ داریاں وابستہ ہیں قطعی غلط ہے۔ کیونکہ جب تک تعلیم کے بعد عملی طور پر ان امور کی سرانجام دہی کا بار کسی کے کندھوں پر نہیں ڈالا جاتا اسے نہ تو یہ علم ہوتا ہے کہ پادری بننے کے ساتھ کن ذمہ داریوں کو اسے قبول کرنا ہوگا اور نہ ہی دوران تعلیم اسے ان ذمہ داریوں کے متعلق کچھ بتایا ہی جاتا ہے تا وہ اس سے قبل وہ اپنے ذہن میں ان کا کوئی تصور لا سکے۔ ان اداروں میں جہاں پادریت کی تعلیم دی جاتی ہے۔ صبح و شام صرف عیسائی دینیات ہی پڑھائی جاتی ہے ہماری سرگرمیوں کا دائرہ کلاس روم یا لیکچر ہال کے صرف ایک ڈیسک تک محدود ہوتا ہے اور اس میں پادری کے عملی فرائض کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمیں ان امور سے قطعی علیحدہ رکھا جاتا ہے جن امور کو ہم نے بعد میں سرانجام دینا ہوتا ہے اس لئے میں یہ بالکل نہیں جان سکتا تھا کہ فرائض کی اس دنیا میں داخل ہونے کے بعد میری ضروریات کیا ہوں گی۔

ان کا احساس صرف اسی وقت ہوا جب تعلیم مکمل کر لینے کے بعد مجھے چرچ کے ساتھ عملی طور پر وابستہ ہونا پڑا اور اس وقت مجھے یہ احساس ہوا کہ میں اور میری ہی طرح کے ۱۱، ۱۲، ۱۳ سال کے وہ بچے جو پادریت کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے سیمینریز داخلہ لیتے ہیں کس قدر ظالمانہ نظام کا شکار بنائے جاتے ہیں۔ ان سیمینریز میں ایک طالب علم ۱۰۔۱۵ سال تک زندگی گذارتا ہے۔ تجرّد کی زندگی کا خوگر بنانے کے لئے اس سے بہتر اور کیا طریق اختیار کیا جا سکتا ہے؟

یہ وہ زمانہ تھا جب مجھے تنہائی کا کچھ احساس نہ تھا، ایک ایسی تنہائی جو آج میری روح کو کھا رہی ہے اس وقت جبکہ میں بیشمار زندہ دل لوگوں میں گھرا ہوا ہوتا تھا مجھے اس زندگی کا تصور بھی نہیں ہو سکتا تھا جس زندگی میں صبح سے شام تک کام کرنے کے بعد انسان ایک ایسے کمرے میں داخل ہوتا ہے جہاں چند جامد اشیاء کے سوا زندگی کی کوئی سرگرمی نہیں ہوتی۔ اس وقت مجھے بالکل خیال نہ تھا کہ مجھے کسی ساتھی کی کس قدر ضرورت ہے ایک ایسے ساتھی کی جو صرف میرا رفیق کار نہ ہو بلکہ ایسا جو میری روح اور میرے جیون کا ساتھی ہو۔ اور آج جب مجھے اپنی اس ضرورت کی حقیقت کا علم ہوا ہے میں اس سفر میں بہت دور نکل آیا ہوں۔ مجھے یہ احساس ہی نہیں تھا کہ میرے دل میں یہ کتنی تڑپ ہے کہ میں بھی کسی عورت سے محبت کروں اور کوئی عورت مجھ سے محبت کرے مجھے اس بات کی پرواہ نہیں کہ کوئی میری اس تحریر کے جذباتی ہونے کا فتویٰ دیدے اور اسے لغویات میں شمار کرے۔ یہ میرے دل کی آواز ہے اور میں اسے دبا نہیں سکتا۔ اگر یہ جذبہ غلط ہے تو پھر انسانی فطرت بھی ایک ڈھونگ ہے۔

کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو ایسے جذبات کہہ کر مسترد کر دیں گے۔ میں یہ اعتراف کرتا ہوں کہ یہ جنسی جذبہ اور یہ ضرورت میرے جسم کا ایک حصہ ہے۔ ایک زمانہ تھا جب میں جوان تھا اور نوجوانوں کی طرح اس خواہش کا شدت سے شکار تھا۔ لیکن اب یہ خواہش کسی اور چیز کا صرف ایک حصہ بن کر رہ گئی ہے ایک ایسی چیز کا جسے میں اب بہت شدت سے محسوس کرتا ہوں یعنی اس خواہش کا جس میں میں چاہتا ہوں کہ ایک عورت میری قریب ترین ساتھی ہو جس سے میں محبت کروں اور جو مجھ سے محبت کرے، جو میری رفاقت میں خوشی محسوس کرے اور میں جس کی رفاقت میں مسرت حاصل کروں، اور جس کی زندگی اور بہتری میں شریک ہو سکوں اور جو میری زندگی اور میری بہتری میں میری شریک ہو سکے صرف ایک خام اور قابلِ رحم ذہن ہی یہ فرض کر سکتا ہے کہ شادی صرف جنسی رفاقت کا ہی نام ہے۔

میں اس سے بھی زیادہ یہ اعتراف کر سکتا ہوں کہ میں ایک وحشتناک تنہائی کا شکار رہا ہوں ایک ایسی تنہائی کا جو میرے دل و دماغ پر چھا چکی ہے اور جسے کوئی دعا اور کوئی مذہبی عبادت دور نہیں کر سکتی۔ یہ ایک ایسی تنہائی ہے جو میری روح کو کھا رہی ہے اور میری پیشہ وارانہ سرگرمیوں کے لئے جس جوش اور جذبے کی ضرورت ہے اسے سرد کر رہی ہے یہ میرے اندر ایک لامتناہی کشمکش کی ذمہ دار ہے اور ایک مسلسل تاریکی بن کر میرے ذہن پر چھا چکی ہے۔ میں نہیں جانتا اس اذیت کو میں کب تک برداشت کرتا رہوں گا۔ میرے پاس اس سے چھٹکارا پانے کا کوئی ذریعہ نہیں۔ ایک عورت سے محبت کرنا اور اس سے شادی کرنا ایک ایسا جرم ہے جس میں مجھے اپنی پادریت کی قبا سے محروم کر دیا جائے گا اور جس سزا کی تکمیل کے لئے مجھے اذیت کے ایک طویل دور سے گذرنا پڑے گا۔ لیکن ان تمام خواہشات تمام تنہائیوں اور ضرورتوں کے باوجود مجھے اپنی موجودہ مذہبی حقیقت سے محبت ہے۔ میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ یہ میری فطرت اور رجحانات کے عین مطابق ہے میں خدا تعالیٰ کے بندوں کو اس کے دین کی تعلیم دے کر اس کے سکون بخش اور پُر از تقویت کلام کو سنا کر ان کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ یہ میری زندگی ہے لیکن اس جابر قانون کے تحت اس زندگی کا مطلب صرف یہ ہے کہ میں اس محبت سے اپنے آپ کو محروم کر دوں

جس کی مجھے آج اتنی ہی ضرورت ہے جتنی ایک غرق شدہ انسان کو ہوا کی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں لوگوں کی دینی رہنمائی کا فرض تو ادا کرتا ہوں لیکن خود میری حالت اس انسان کی ہو جس کی روح مر چکی ہے اور جس کے دل میں نہ کوئی خوشی ہو، نہ کوئی امنگ اور نہ ہی کام کرنے کے لئے کوئی جذبہ

مسیحی چرچ اس قدر ظالم بھی ہو سکتا ہے؟ میں شادی نہیں کر سکتا صرف اس لئے کہ میں ایک معصوم لڑکی کو اس مصیبت میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا جو زندگی میں ناکام اور پادریت سے خارج کئے ہوئے انسان کے ساتھ وابستہ ہونے والی لڑکی کو پیش آئیگی اور جو اس کی گھریلو زندگی کو ایک مسلسل آزار بنا دے گی۔ صرف ایک ہی راستہ میرے لئے کھلا ہے کہ میں اسی طرح اپنی زندگی بسر کرتا رہوں لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ اس طرح ہر دن جو گذرے گا اور ہر رات جو بیتے گی میری تنہائی میں اضافہ کا باعث بنیں گے۔ میری محرومیوں کے احساس کی تلخی کو بڑھائیں گے اور میرے دل کی امنگوں سے حرارت چھین کر مجھے ایک شکست خوردہ انسان کی شکل میں تبدیل کر دیں گے۔ بظاہر کئی پُر از مسرت لمحات بھی آئیں گے۔ لیکن یہ اندرونی تباہی کا سلسلہ ناگزیر ہے میں اس وقت شدت سے محسوس کرتا ہوں کہ کوئی ایسی چیز ہے جس کے بغیر میں زندگی نہیں گذار سکتا جس کے بغیر میں مرجھاتا چلا جاؤں گا اور آہستہ آہستہ میری جذباتی حالت اس برف کی مانند ہو جائے گی جو ایک خاموش اور افسردہ جھیل پر چھا چکی ہو۔ اس خزاں کی مانند میرا حشر ہو جو انگلستان پر چھا جاتا ہے لیکن جس میں بعض ایام ایسے بھی آتے ہیں جب سورج پوری تابناکی سے طلوع ہوتا ہے اور لوگوں کو گذرے ہوئے موسمِ بہار کی یاد دلا جاتا ہے لیکن اسکے بعد پھر اس پر سرد ہواؤں کے ساتھ دھند اور کہر کی گھٹا چھا جاتی ہے۔

یہ میری خود اعترافی ہے میں یہ نہیں کہتا کہ کیتھولک چرچ کے سب پادری میری طرح ہی محسوس کرتے ہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ ان میں سے بعض خلوص دل سے یہ تسلیم کریں گے کہ وہ بھی میری طرح اس ظلم کے شکار ہیں۔ میں ان کی صحیح تعداد متعین نہیں کر سکتا۔ ممکن ہے یہ تعداد بہت تھوڑی ہو۔ مجھے یہ بھی تسلیم ہے کہ کئی پادری ایسے ہیں جو

راہبانہ زندگی کو پُر مسرت قرار دیتے ہیں۔ وہ مسیح اور اس کے بتائے ہوئے مذہب سے حقیقی وابستگی کے لئے اسے ضروری سمجھتے ہیں اور ان کے بقول اسی کے طفیل روح مقدس ان کے دلوں میں جاگزیں ہوتی ہے لیکن مجھے تو اپنی تکلیف کا اظہار کرنا ہے اپنے دُکھ درد کو بیان کرنا ہے۔ میں وہ انسان ہوں جو نہ جانے ماندن نہ پائے رفتن کا شکار رہا ہوں۔

چرچ اپنے اندر کوئی لچک پیدا نہیں کرے گا۔ کم از کم مجھے یقین ہے اس وقت تک اس میں کوئی لچک پیدا نہیں ہو گی۔ جب تک میں بوڑھا نہ ہو جاؤں۔ میری تنہائیوں اور محرومیوں کی شدت میں اضافہ ہو جائے اور میں اس قابل نہ رہوں کہ ایک پُر از محبت زندگی بسر کر سکوں۔ چرچ کے ناخداؤں کے سامنے ایک اصول ہے،

جیسے انہوں نے قانون کی شکل دے دی ہے اور جسے وہ ایک پادری کی روحانی زندگی میں مددگار ہونے کے لئے اور پادریت کے تقدس کے لئے مفید سمجھتے ہیں۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ چرچ کے فائدہ کے لئے ایک فرد کو، کُل کے لئے جزو کو اور جسم کے لئے ایک عضو کو قربان کیا جا سکتا ہے۔ قربانی کی اس آماجگاہ میں یہ شمع مدتوں سے جل رہی ہے اور چونکہ پادری کو صرف ایک چلتا پھرتا جذبات سے عاری انسان تصور کیا جاتا ہے اسلئے اس شمع کو ماضی میں ہمیشہ اسکی شکل میں ایندھن ملتا رہا ہے اور مستقبل میں بھی ہمیشہ ملتا رہے گا۔ یہ ان کی قسمت بن چکی ہے۔ گو میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ مسیح نے کبھی بھی قربانی کی اس آماجگاہ کی تعمیر نہیں کی تھی اور کبھی بھی اس شمع کو جلانے کے لئے نہیں کہا تھا

(بہ شکریہ الفرقان ربوہ)

وقفِ جدید کیلئے وعدہ جات اور ادائیگی کا توازن سا سا قائم رکھیں

سیکرٹریان وقفِ جدید کا ایک اہم فرض

سیکرٹریان وقفِ جدید کا سب سے اہم فرض یہ ہے کہ وہ

(۱) تمام احباب سے وعدہ جات حاصل کریں

(۲) ہر ماہ یا ہر فصل پر اس کے مطابق وصولی کریں۔

(۳) مرکز کو نام بنام تفصیل سے آگاہ فرما دیں کہ کس دوست کی طرف سے کتنا وعدہ تھا اور ان کے وعدے کے مطابق کتنی وصولی ہوئی؟

(۴) اطفال کے لئے الگ سیکرٹری مقرر کیا جاوے۔ اور تمام اطفال کے وعدہ جات الگ مرکز میں بھجوائے جاویں۔ سیکرٹری اطفال کا کام ہے کہ بچوں کی تعداد کے مطابق نام بنام۔ ان کے چندہ جات کی تفصیل سے مرکز کو آگاہ کرے۔

(۵) مقامی لجنہ اماء اللہ کا چندہ۔ سیکرٹری صاحب مال کو رسید بک پر چڑھا کر کے افسر صاحب خزانہ کے نام بھجوا دیا جاوے اور کوپن پر صراحت سے یہ لکھا جاوے کہ وقفِ جدید کا چندہ ہے۔ اس کی تفصیل دفتر ہذا میں ارسال فرمائی جائے۔

(ناظم مال وقفِ جدید)

درخواستہائے دعا

۱۔ چوہدری سعید احمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ سعد اللہ پور تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا ٹائیفائیڈ بخار کی وجہ بیمار ہیں۔ تمام احباب جماعت سے ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے

(مقبول احمد بھٹی دار الصدر ربوہ)

۲۔ خاکسار کی اہلیہ ایک پھوڑا نکلنے کی وجہ سے بیمار ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

بشیر محمد گھڑی ساز قائد مجلس خدام الاحمدیہ علی پور چٹھہ ضلع گوجرانوالہ

دعائے مغفرت

مکرم چوہدری عبد اللطیف صاحب احمدی سکنہ شہر سیالکوٹ لبارفٹہ نمونیا بیمار رہ کر مورخہ ۶۴/۱/۲ کو وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب جماعت ان کی مغفرت کے لئے دعا فرماویں۔

(خاکسار سید علی احمد طارق مسجد احمدیہ سیالکوٹ)

۲۔ میرے لڑکے نعیم احمد صاحب کو چھ دن سے ٹائیفائیڈ بخار ہے۔ احباب اسکی صحت کے لئے دعا فرماویں۔

غلام احمد سٹینو گرافر نگمہ انہار ویسٹ پاکستان لائلپور

ضروری اور اہم خبروں کا خلاصہ

بس اور ریل کار میں ہولناک تصادم

رائے ونڈ ۴ فروری۔ لاہور سے ۲۲ میل دور رائے ونڈ کے قریب کل ریل کار اور ایک ادمنی بس کے درمیان خوفناک تصادم میں بس کے ۲۹ مسافر ہلاک ہو گئے۔ گیارہ مسافر شدید زخمی ہوئے جن میں سے ۶ کی حالت نازک بیان کی جاتی ہے۔ یہ المناک حادثہ رائے ونڈ ریلوے سٹیشن کے پھاٹک نمبر ۱ پر کل صبح دس بجے کے قریب رونما ہوا۔

مشرق کے نامہ نگار کی رپورٹ کے مطابق روٹ نمبر ۱۳ کی ادمنی بس نمبر ایل ای ای ۔ ۱۲۲ رائے ونڈ کے راستے قصور سے مانگا جا رہی تھی۔ جب وہ رائے ونڈ سٹیشن کے ریلوے پھاٹک نمبر ۱ کو عبور کرنے لگی تو اچانک ایک ریل کار سے ٹکرا گئی جو برق رفتاری کے ساتھ رائے ونڈ سے قصور جا رہی تھی ریل کار اور بس کی ٹکر سے ایک زبردست دھماکہ ہوا جو کئی میل کے فاصلے تک سنا گیا۔ تصادم کے بعد ریل کار بس کو گھسیٹتی ہوئی ایک فرلانگ کے فاصلے تک لے گئی۔ مسافروں کی چیخیں بلند ہوئیں اور ریلوے لائن کے دونوں جانب انسانی لاشیں بکھر گئیں۔ یہ منظر انتہائی دلخراش تھا بدنصیب مسافروں پر یہ قیامت چند سیکنڈ کے اندر گزر گئی۔ اس سے پیشتر کہ انہیں صورت حال کا علم ہوتا ۲۹ افراد جان بحق ہو چکے تھے۔ اور گیارہ مسافر زخمی حالت میں ریلوے لائن کے قریب پڑے تڑپ رہے تھے بعض لاشیں تباہ شدہ بس کے ڈھانچے میں بری طرح پھنس گئی تھیں اور زخمیوں کی چیخ و پکار سے قیامت صغریٰ بپا ہو گئی ابتدائی اطلاع کے مطابق ہلاک ہونے والوں میں بس کنڈکٹر اور ۲۸ مسافر شامل ہیں۔

لاہور اور گوجرانوالہ میں کرفیو ختم

لاہور ۴ فروری۔ صوبائی دارالحکومت لاہور میں آٹھ روز بعد منگل کی صبح سے کرفیو ختم کر دیا گیا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نے اس سلسلے میں جو پریس نوٹ جاری کیا اس میں بتایا گیا ہے کہ شہر میں حالات معمول پر آ گئے۔ اس لئے منگل کی صبح کو ۵ بجے سے کرفیو ختم کیا جا رہا ہے۔ اعلان کے مطابق شہر میں دفعہ ۱۴۴ کی پابندی بدستور رہے گی۔ اور اہم مقامات پر فوج کے جوان بھی موجود رہیں گے۔ کراچی اور گوجرانوالہ میں بھی کرفیو ختم ہو گیا ہے۔ صوبائی دارالحکومت میں ۲۴ جنوری کو دوپہر کرفیو نافذ کیا گیا تھا اور سول حکام کی امداد کے لئے فوج طلب کر لی گئی تھی۔

فرینڈز کلب کی کامیابی

ربوہ ۔ تیسرے آل ربوہ باسکٹ بال ٹورنامنٹ کے دوسرے روز فرینڈز کلب نے ڈان کلب کو ۴۶ کے مقابلہ میں ۵۴ پوائنٹ سے ہرا دیا۔ ڈان کلب کی طرف سے کھیلنے والے اکثر کھلاڑی پنجاب کے منتخب (پنجاب سلیکٹڈ) کھلاڑی تھے۔ فرینڈز کلب کی طرف سے محمود اور حبیب نے شاندار کھیل کا مظاہرہ کیا۔ حبیب کا انفرادی سکور ۲۵ اور محمود کا ۲۰ تھا۔ اس میچ کے موقع پر مہمان خصوصی چوہدری محمد علی صاحب ایم اے سیکرٹری سرگودھا باسکٹ بال ایسوسی ایشن تھے جنہوں نے فرینڈز کلب کے کھیل کو بہت سراہا۔

(سلطان احمد ممبر [illegible] باسکٹ بال ٹورنامنٹ کمیٹی)

علامہ علاؤالدین صدیقی کو وائس چانسلر بنا دیا گیا

لاہور ۴ فروری۔ اسلامی مشاورتی کونسل کے چیئرمین اور پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ اسلامیات کے سربراہ علامہ علاؤالدین صدیقی کو یونیورسٹی کا وائس چانسلر مقرر کیا گیا ہے اور پروفیسر حمید احمد خان رخصت پر چلے گئے ہیں۔ کل شام لاہور میں ایک سرکاری اعلان میں کہا گیا کہ پنجاب یونیورسٹی کے چانسلر نے تاحکم ثانی علامہ علاؤالدین صدیقی کو یونیورسٹی کا وائس چانسلر مقرر کیا ہے وہ پروفیسر حمید احمد کی جگہ لیں گے۔

درخواست ہائے دعا

۱۔ میرے چچا مکرم شیخ عبدالوہاب صاحب (سابق سیکرٹری مال کراچی) لاہور میں بیمار ہیں درمیان میں کچھ افاقہ رہا مگر بار بار تکلیف ہو جاتی ہے۔ بزرگان سلسلہ اور دیگر افراد جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت عطا فرمائے۔ (شیخ نعمت الرحمٰن ناظم اصلاح و ارشاد مجلس خدام الاحمدیہ سرگودھا)

۲۔ خاکسار کی والدہ صاحبہ محترمہ سخت علیل ہیں ٹانگ میں سخت درد بخار اور کمزوری کی وجہ سے چلنا پھرنا محال ہو گیا ہے احباب جماعت و بزرگان سلسلہ سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کامل صحت دے۔ آمین (ملک سعید احمد [illegible] ضلع حیدر آباد)

۳۔ والد محترم امیر الدین صاحب بھارت نگر لاہور ایک ماہ سے سخت بیمار ہیں بزرگان سلسلہ کی خدمت میں ان کی صحت کے لئے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔ (منیر الدین مشتاق احمد [illegible] ضلع گوجرانوالہ)

۴۔ جملہ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ مجھے جلد کامیاب ذریعہ معاش عطا فرمائے کہ میں زیادہ سے زیادہ سلسلہ کی خدمت کر سکوں۔ (محمد شفیع لائل پور)

وقفِ جدید کے وعدے اور ان کی ادائیگی ساتھ ساتھ ہونی ضروری ہے

سیکرٹریان وقف جدید اپنی ذمہ داری کا احساس فرما دیں،

گزشتہ سال یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض جماعتوں کی طرف سے وقف جدید کے چندوں کی ادائیگی تو ہوتی مگر دفتر کو یہ علم نہ ہو سکا کہ ان جماعتوں کا اصل وعدہ کتنا تھا! اسی طرح بعض جماعتوں نے وقف جدید کے وعدہ جات تو بھجوائے مگر ان کی ادائیگی وعدہ جات کے بالمقابل نصف سے بھی کم تھی۔ یہ سب کمزوریاں ہیں جنہیں اس سال دور کرنا ہمارا فرض ہے عہدیدار حضرات کے لئے لازم ہے کہ وہ وعدہ جات اور ادائیگیوں کے مابین توازن کو قائم رکھیں۔ سب سے پہلے بالغوں اور اطفال کے الگ الگ وعدہ جات بھجوائے جائیں۔ اور پھر ہر ماہ یا پندرہ روز کے بعد ان وعدہ جات کے مطابق وصولی پر زور دیا جائے اور وصولی کی رقوم براہ راست افسر صاحب خزانہ کے پاس 'وقف جدید' کی مد میں ارسال فرمائی جائیں۔

جو جماعتیں اپنا چندہ بذریعہ بنک ڈرافٹ بھجواتی ہیں۔ یا لوکل بنک میں داخل کرا کے بنک سلپ بھجواتی ہیں۔ ان کے لئے خاص طور پر ضروری ہے کہ وہ ایسی تمام رقوم کی تفصیل براہ راست دفتر وقف جدید (ناظم مال) کو ارسال فرما دیں۔

(ناظم مال وقف جدید انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ)

حافظ آباد میں روزنامہ الفضل

مکرم محمد صدیق صاحب ایجنٹ الفضل حافظ آباد سے مل سکتا ہے اور روزانہ پرچہ گھر پہنچانے کا بھی انتظام ہے

(مینجر الفضل)

اکسیر اپھارہ

کا ہم نے جانوروں پر بار ہا تجربہ کیا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جس جانور کو یہ دوا دی گئی وہ فوراً ٹھیک ہو گیا۔

(مکرم شیر علی صاحب زعیم انصار اللہ موضع [illegible] ضلع سرگودھا)

قیمت فی پیکٹ [illegible]

ڈاکٹر [illegible] ہومیو اینڈ کمپنی گولبازار ربوہ

بھاری بھرکم بونس

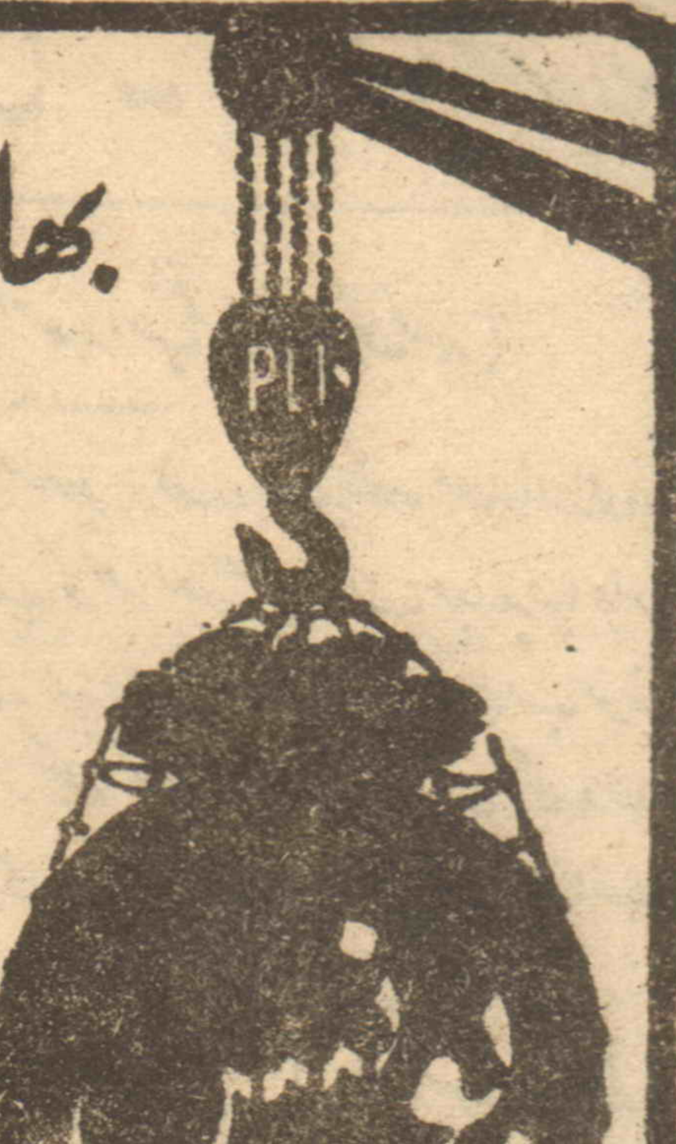

پوسٹل لائف انشورنس کی خصوصیات:

سب سے زیادہ بونس

سب سے کم پریمیم

سب سے بڑا ادارہ

سب سے زیادہ بیمہ دار

بونس کی شرح (فی ہزار)
پچھلے پانچ سالوں میں ہر سال کے لئے
عین حیاتی پالیسی پر ۔ ۳۶ روپے
میعادی پالیسی پر ۔ ۲۷ روپے

پریمیم کی شرح
ایک ہزار کی پالیسی پر جو ۲۵ سال کی عمر پر تیس سال کے لئے لی جائے۔
عین حیاتی پالیسی پر ۲۵ روپے ۹۰ پیسے ماہانہ
میعادی پالیسی پر ۳۱ روپے ماہانہ

PLI—3/69

سورۂ فاتحہ میں بیان کردہ چار صفات اور پیدائش عالم کے لحاظ سے اُن کی ترتیب

سورۃ المومنون کی ایک آیت اور اس کی نہایت پُر معارف تفسیر

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ المومنون کی آیت فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ (ترجمہ۔ اللہ بڑی شان والا۔ بادشاہ اور قائم رہنے والا اور قائم رکھنے والا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ عرشِ کریم کا رب ہے) کی تفسیر کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں:۔

"یہ چار صفات (الملک، الحق، لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اور رب العرش الکریم) جو اس آیت میں بیان کی گئی ہیں یہ سورہ فاتحہ کی چار صفات کے لئے بطور منبع ہیں۔ مگر سورۃ فاتحہ میں جو ترتیب رکھی گئی ہے وہ اس صورۃ کے لحاظ سے موزون تھی۔ اور جو اس جگہ ترتیب رکھی گئی ہے یہ پیدائش عالم کے لحاظ سے موزون ہے۔ یعنی مَلِك نے جب اپنی جلوہ گری کی تو

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ

کی صفت انسانوں کے لئے ظاہر ہوئی۔ کیونکہ

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ

کے معنے ہیں جزا سزا کے دن کا مالک اور جزا سزا اس وقت تک مترتب نہیں ہو سکتی جب تک مالک کی طرف سے پہلے کوئی قانون نہ ہو پس مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ نتیجہ ہے ملکیت کا۔ اسی طرح توحید نے جب اپنا ظہور چاہا۔ تو اس کی رحمانیت کی صفت ظاہر ہوئی کیونکہ الرحمٰن کے معنے یہ ہیں کہ وہ ہر مخلوق کی جائز ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ خواہ اس نے کوئی کام کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اور یہ تبھی ہو سکتا ہے جب ایک ہی خدا ہو۔ اگر بانی کسی خدا نے دینا ہے اور روٹی کسی نے تو توحید کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن جب ہم اپنی ضرورت خدا تعالیٰ سے پوری ہوتی دیکھیں تو پھر ہماری عقل کہتی ہے کہ اس کے سوا کسی اور خدا کی ضرورت نہیں پس رحمانیت کی صفت توحید الٰہی کی ایک زبردست دلیل ہے۔ کیونکہ بغیر کسی وقفہ اور رخنہ کے سب مخلوق کی ضرورتیں پوری ہو رہی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کامل توحید انہی قوموں میں پائی جاتی ہے جو خدا تعالیٰ کی رحمانیت کی قائل ہیں۔ ہندو اور مسیحی مشرک قومیں ہیں۔ اور یہ دونوں رحمانیت کی قائل نہیں۔ ایک نے رحمانیت کا انکار کر کے تناسخ کا مسئلہ نکال لیا اور دوسری نے کفارہ کا مسئلہ ایجاد کر لیا۔

پھر خدا تعالیٰ کی صفت الحق نے جب اپنا ظہور چاہا تو اس نے رحیمیت کے ذریعہ سچائی کے دلدادوں کو ہمیشہ کی زندگی بخشی۔ کیونکہ رحیم کے معنے ہیں اچھے کاموں کا اعلیٰ سے اعلیٰ بدلہ دینے والی ہستی جو کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتی۔ اور یہی الحق کی صفت کا تقاضا ہے الحق چاہتا ہے کہ اُس کا کوئی وعدہ غلط نہ جائے اور جو جو اس نے لوگوں سے انعامات کے وعدے کئے ہیں وہ ان کو ضرور مِل جائیں پھر الحق کے معنے قائم رہنے اور قائم رکھنے بھی ہوتے ہیں اور رحیم کی صفت میں جو بار بار بدلہ دینے کے معنے پائے جاتے ہیں۔ وہ بھی اس صفت سے تعلق رکھتے ہیں کیونکہ الحق نہ صرف خود قائم رہتا ہے بلکہ دوسروں کو بھی قائم رکھتا اور ان کے انعامات کو بھی قائم رکھتا ہے حق درحقیقت مصدر ہے اور مصدر مبالغہ کے معنوں کے ساتھ اسم فاعل کے معنے بھی دے دیتا ہے۔ جیسے اَلْعَدْلُ نہایت انصاف کرنے والے کو کہتے ہیں پس الحق کے معنے قائم رہنے والے۔ قائم رکھنے والے اور سچے وعدے کرنے والے کے ہوں گے۔ اور چونکہ رحیم کے معنے بھی کسی کے نیک کام کو ضائع نہ کرنے والے اور متواتر انعامات دینے والے کے ہیں اس لئے اس صفت کا تعلق الحق سے ہی ہے۔

پھر رب العرش الکریم نے چاہا کہ کوئی ایسی مخلوق ہو جس کی وہ ربوبیت کرے۔ پس اس نے دُنیا پیدا کی اور اس کے لئے وہ رب العالمین ہو کر ظاہر ہوا۔ ربّ العرش الکریم۔ میں بتایا گیا تھا کہ وہ تمام صفات حسنہ کا مرکز اور حکومت کا مالک ہے اور اس کا عرش کریم ہے۔ اور کریم اسے کہتے ہیں جس میں اعزاز اور احسان پایا جاتا ہو۔ اور یہی رب العالمین میں بیان کیا گیا ہے"

(تفسیر کبیر سورۃ المومنون ص۲۳۳، ۲۳۴)

وقف جدید کے لئے میٹرک پاس معلّمین کی ضرورت ہے

(محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ناظم ارشاد وقف جدید)

مجلس وقف جدید کے تازہ فیصلہ کے مطابق معلمین وقف جدید کے معیار اور ان کے کام کو بہتر بنانے کی غرض سے امسال میٹرک پاس احباب کو بھی بطور معلم وقف جدید لیا جا رہا ہے جن کا ماہوار الاؤنس -/۹۰ روپے سے شروع ہو گا۔ لہٰذا ایسے میٹرک پاس احباب جو خدمتِ دین کا شوق رکھتے ہوں اور دین کو دُنیا پر مقدم رکھنے کا مبارک جذبہ ان کے دلوں میں موجزن ہو انہیں چاہیئے کہ وہ اپنی درخواست فوری طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اپنے ضروری کوائف کے ساتھ بھجوائیں۔

چونکہ کلاس شروع ہو چکی ہے اس لئے اس سال کی کلاس کے لئے دس دن کے بعد کسی درخواست پر غور نہیں کیا جائے گا۔ امراء و صدر صاحبان کو بھی چاہیئے کہ وہ اس بارہ میں خاص طور پر جدوجہد فرما کر مناسب احباب کی درخواستیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھجوا کر عند اللہ ماجور ہوں۔

دعا کی تحریک

(محترم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب چیف میڈیکل آفیسر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

مکرم سید مبشرات احمد صاحب سینئر آفیسر تحقیقات زرعی بنک نے مبلغ یکصد پانچ روپے برائے تعمیر اپریشن وارڈ و علاج نادار مریضاں بھجواتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ وہ آج کل پاؤں پر پھوڑے نکل آنے کے باعث بیمار ہیں۔ علاج ہو رہا ہے پہلے سے افاقہ ہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ سید صاحب موصوف کو جلد از جلد شفائے کامل عطا فرمائے۔

محترم شمس الدین خان صاحب کی صحت کے متعلق اطلاع

محترم خان شمس الدین خان صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ سابق صوبہ سرحد کا ۲ صلح ۱۳۴۵ہش بعد دوپہر مثانے کا اپریشن ہوا ہے۔ اپریشن یوں تو کامیاب رہا ہے لیکن کمزوری ہے آپ لیڈی ریڈنگ ہسپتال پشاور کے سرجیکل وارڈ کے کمرہ نمبر ۳ میں زیر علاج ہیں۔

احباب جماعت توجہ اور التزام سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحم سے محترم خان صاحب موصوف کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور بیش از پیش دینی خدمات کی توفیق بخشے۔ آمین۔

درخواست دعا: مسز طوبیٰ صاحبہ حرم محترم میاں محمد یوسف صاحب مرحوم سابق پرائیویٹ سیکرٹری سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھانجی ہیں۔ عارضہ کینسر شدید بیمار ہیں اور بغرض علاج گنگا رام ہسپتال لاہور میں داخل ہیں۔ احباب ان کی صحتِ کاملہ و عاجلہ کے لئے درد و الحاح سے دعائیں کریں۔

مجلس ارشاد کا اجلاس ملتوی ہو گیا

مجلس ارشاد کا اجلاس جو ۸ فروری کو ہونے والا تھا بعض وجوہ کی بناء پر ملتوی کر دیا گیا ہے۔

آئندہ تاریخ کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔

(نائب ناظر اصلاح و ارشاد تربیت)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۲